مجھ سے سوال کر لو!

غلام مصطفی ظہیر امن پوری

❁ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے خطبہ ارشاد فرمایا:

مَعَاشِرَ النَّاسِ! سُلُوْنِي قَبْلَ أَنْ تَفْقِدُوْنِي يَقُوْلُهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ .

”لوگو! اس سے پہلے کہ میں آپ کے درمیان نہ رہوں، مجھ سے سوال کر لو، یہ بات آپ رضی اللہ عنہ نے تین مرتبہ ارشاد فرمائی۔“

(كنز العُمّال في سنن الأقوال للهندي : 39709)

تبصرہ :

جھوٹی روایت ہے۔

① حماد بن عمرو نصیبی متہم بالوضع ہے، یہ باتفاق محدثین کذاب اور متروک اور منکر الحدیث ہے۔

② سری بن خالد کے بارے میں حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يُعْرَفُ . ”مجہول ہے۔“(ميزان الاعتدال : 117/2)

اس کے علاوہ: «عِلْمُهُ أَلْفُ بَابٍ فَفُتِحَ لَهُ مِنْ كُلِّ بَابٍ أَلْفُ بَابٍ» «سَلُونِي عَمَّا دُونَ الْعَرْشِ»، «سَلُونِي قَبْلَ أَنْ تَفْقِدُونِي، فَإِنِّي لَا أُسْأَلُ عَنْ شَيْءٍ دُونَ الْعَرْشِ إِلَّا أَخْبَرْتُ عَنْهُ» یہ تینوں روایات بے سند

ہونے کی وجہ سے جھوٹی اور باطل ہیں۔

❀ **سیدنا ابوطفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو** فرماتے ہوئے سنا:

سَلُونِي قَبْلَ أَنْ تَفْقِدُونِي، وَلَنْ تَسْأَلُوا بَعْدِي مِثْلِي، فَقَامَ ابْنُ الْكَوَّاءِ فَقَالَ : مَنِ الَّذِينَ بَدَّلُوا نِعْمَةَ اللّٰهِ كُفْرًا وَأَحَلُّوا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ؟ قَالَ : مُنَافِقُوا قُرَيْشٍ قَالَ : فَمَنِ الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا؟ قَالَ : مِنْهُمْ أَهْلُ حَرُورَاءَ .

”اس سے پہلے کہ میں آپ کو ڈھونڈے سے نہ ملوں، جو کچھ مجھ سے پوچھنا ہے، پوچھ لو۔ میرے بعد میرے جیسا آدمی نہیں ملے گا، جس سے آپ ہر طرح کے سوال کر سکو، تو ابن الکواء کھڑا ہوا اور بولا: وہ کون لوگ ہیں، جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی نعمت کو ناشکری سے بدل دیا اور اپنی کوقوم کو تباہی کے گھر لا اتارا؟ فرمایا: قریش سے تعلق رکھنے والے منافقین۔ اس نے کہا: وہ کون ہیں، جن کی دنیوی زندگی کی کوششیں بے کار ہو گئیں، جبکہ وہ یہ گمان رکھتے تھے کہ انہوں نے بہت اچھے عمل کیے ہیں؟ فرمایا: وہ حرورا والے ہیں۔“

(المستدرك للحاكم : 352/2، وقال : صحيحٌ عالٍ، وسندهٗ صحيحٌ)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے یہ بات کوفہ کی ایک مجلس میں کھڑے ہو کر فرمائی۔ اس کا ہرگز

ہرگز یہ مطلب نہیں کہ آپ تمام صحابہ میں سب سے زیادہ علم والے تھے۔ اہل سنت والجماعت کا اتفاقی اور اجماعی عقیدہ ہے کہ سیدنا ابوبکر صدیق ؓ اُمت میں سب سے زیادہ علم والے تھے، اس پر کئی علما نے اجماع نقل کیا ہے۔

(مجموع الفتاوٰی لابن تیمیة : 127/13)

اس پر دلیل ملاحظہ ہو:

سیدنا عبداللہ بن عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

رَأَيْتُ كَأَنِّي أُعْطِيتُ عُسًّا مَمْلُوءًا لَبَنًا، فَشَرِبْتُ مِنْهُ حَتّٰى تَمَلَّأْتُ، فَرَأَيْتُهَا تَجْرِي فِي عُرُوقِي بَيْنَ الْجِلْدِ وَاللَّحْمِ، فَفَضَلَتْ مِنْهَا فَضْلَةٌ، فَأَعْطَيْتُهَا أَبَا بَكْرٍ قَالُوا : يَا رَسُولَ اللّٰهِ، هٰذَا عِلْمٌ أَعْطَاكَهُ اللّٰهُ حَتّٰى إِذَا تَمَلَّأْتَ مِنْهُ، فَضَلَتْ فَضْلَةٌ، فَأَعْطَيْتَهَا أَبَا بَكْرٍ، فَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : قَدْ أَصَبْتُمْ.

”خواب میں مجھے دودھ کا بڑا پیالہ دیا گیا۔ میں نے اس سے اتنا سیر ہو کر پیا کہ دودھ رگوں میں چلتا ہوا محسوس ہوا، میں نے باقی دودھ ابوبکر ؓ کو دیا۔ صحابہ نے اس کی تعبیر بیان کی : اللہ کے نبی! اس سے مراد علم ہے کہ اس دودھ سے جب آپ سیر ہو گئے، تو باقی بچا ہوا آپ نے ابوبکر صدیق ؓ کو عطا فرما دیا ہے، تو آپ ﷺ نے فرمایا : بے شک آپ نے درست بتایا۔“ (صحیح ابن حبان : 6854، وسندہٗ صحیحٌ)

بالکل اس طرح کا خواب سیدنا عمر فاروق ؓ کے متعلق بھی دیکھا گیا۔

(المستدرك للحاكم : 3/85-86؛ وسندهٗ صحيحٌ)

امام حاکم ؒ نے اسے بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح کہا ہے، حافظ ذہبی ؒ نے ان کی موافقت کی ہے۔

انبیا کا خواب وحی ہوتا ہے، یہ خواب آپ ﷺ نے کئی بار دیکھا، ایک بار سیدنا ابوبکر ؓ اور دوسری بار سیدنا عمر فاروق ؓ کے بارے میں دیکھا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے مرض وفات میں سیدنا ابوبکر صدیق ؓ کو مصلّٰی امامت پر کھڑا کیا تھا۔(صحيح البخاري : 679، صحيح مسلم : 420)

حافظ ابن کثیر ؒ فرماتے ہیں:

اَلْمَقْصُودُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدَّمَ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ إِمَامًا لِلصَّحَابَةِ كُلِّهِمْ فِي الصَّلَاةِ الَّتِي هِيَ أَكْبَرُ أَرْكَانِ الْإِسْلَامِ الْعَمَلِيَّةِ .

قَالَ الشَّيْخُ أَبُو الْحَسَنِ الْأَشْعَرِيُّ : وَتَقْدِيمُهٗ لَهٗ أَمْرٌ مَعْلُومٌ بِالضَّرُورَةِ مِنْ دِينِ الْإِسْلَامِ، قَالَ : وَتَقْدِيمُهٗ لَهٗ دَلِيلٌ عَلٰى أَنَّهٗ أَعْلَمُ الصَّحَابَةِ وَأَقْرَؤُهُمْ لِمَا ثَبَتَ فِي الْخَبَرِ الْمُتَّفِقِ عَلٰى صِحَّتِهٖ بَيْنَ الْعُلَمَاءِ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : يَؤُمُّ الْقَوْمَ أَقْرَؤُهُمْ لِكِتَابِ اللّٰهِ، فَإِنْ كَانُوا فِي الْقِرَاءَ ةِ سَوَاءً فَأَعْلَمُهُمْ بِالسُّنَّةِ، فَإِنْ

كَانُوا فِي السُّنَّةِ سَوَاءً فَأَكْبُرُهُمْ سِنًّا، فَإِنْ كَانُوا فِي السِّنِّ سَوَاءً فَأَقْدَمُهُمْ مُسْلِمًا .

قُلْتُ : وَهٰذَا مِنْ كَلَامِ الْأَشْعَرِيِّ رَحِمَهُ اللّٰهُ مِمَّا يَنْبَغِي أَنْ يُكْتَبَ بِمَاءِ الذَّهَبِ ثُمَّ قَدِ اجْتَمَعَتْ هٰذِهِ الصِّفَاتُ كُلُّهَا فِي الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَأَرْضَاهُ .

”مطلب یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے سیّدنا ابوبکر صدیق ؓ کو نماز کے لیے سب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا امام مقرر فرمایا۔ نماز اسلام کا وہ رکن ہے، جو تمام عملی ارکان میں سے بڑا ہے شیخ ابوالحسن الاشعری ؒ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا سیّدنا ابوبکر ؓ کو مقدم کرنا اسلام کے یقینی امور میں سے ہے، اس میں دلیل ہے کہ سیّدنا ابوبکر ؓ سب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے بڑھ کر عالم اور قرآن کے قاری تھے، کیونکہ علمائے امت کے نزدیک متفق علیہ صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قوم کی امامت وہ کرے، جو کتاب اللہ کا بڑا قاری ہو، اگر قرأت میں سب برابر ہوں، تو سنت کا زیادہ عالم، اگر سنت کے علم میں سب برابر ہوں، تو عمر میں بڑا اور اگر عمر میں برابر ہوں، تو پہلے اسلام لانے والا شخص امامت کرے۔ میں (ابن کثیر) کہتا ہوں کہ یہ بات ابوالحسن اشعری ؒ کے ایسے اقوال زریں میں سے ہے، جو آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔ یہ سب صفات سیّدنا ابوبکر ؓ میں جمع تھیں۔“

(البداية والنّهاية : 265/5)

اس میں شک نہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ دین کے عظیم عالم تھے، مگر آپ کو اُمت کا سب سے بڑا عالم قرار دینا نصوص شرعیہ اور اجماع امت کی مخالفت ہے۔

کوئی علم دین کا احاطہ نہیں کر سکتا۔ اگر کوئی عالم اللہ سے ڈر کر مسئلہ بیان کرتا ہے، وہ اس میں درستگی کو پہنچے، تو اس کے لئے دو اجر ہیں، خطا ہو جائے، تو بھی ایک اجر ہے۔ جیسا کہ صحیح حدیث سے ثابت ہے۔ اس لئے صحابہ کرام کے بعض مسائل پر عدم علم یا اجتہادی خطا پر مذاق نہیں اڑانا چاہئے۔ بعض دینی مسائل میں لاعلمی کا اظہار ورع وتقویٰ کی عظیم دلیل ہوتی ہے۔ دین میں کمال احتیاط ظاہر وباہر ہوتی ہے، جیسا کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے دادی کی میراث کے بارے میں پوچھا گیا، تو آپ رضی اللہ عنہ نے عدم علم کی بنیاد پر دوسرے صحابہ سے پوچھ کر بتا دیا۔ یہ آپ رضی اللہ عنہ کی عظیم منقبت تھی، اس سے آپ رضی اللہ عنہ کی عظمت کو چار چاند لگ جاتے ہیں، اہل عقل ودانش پر یہ بات انتہائی واضح ہے۔

عکرمہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

أُتِيَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِزَنَادِقَةٍ فَأَحْرَقَهُمْ، فَبَلَغَ ذٰلِكَ ابْنَ عَبَّاسٍ، فَقَالَ : لَوْ كُنْتُ أَنَا لَمْ أُحْرِقْهُمْ، لِنَهْيِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : لَا تُعَذِّبُوا بِعَذَابِ اللّٰهِ وَلَقَتَلْتُهُمْ، لِقَوْلِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : مَنْ بَدَّلَ دِينَهٗ فَاقْتُلُوهُ.

''سیدنا علی ؓ کے پاس زندیق خارجی لائے گئے، انہوں نے ان کو (بطورسزا) جلا دیا۔ جب سیدنا عبداللہ بن عباس ؓ کو علم ہوا، تو انہوں نے فرمایا: میں ہوتا، تو کبھی نہ جلاتا، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے: آپ اللہ کا عذاب مت دیں، چنانچہ میں انہیں قتل کر دیتا، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو مرتد ہو جائے اسے قتل کر دیں۔''

(صحيح البخاري : 6922)

سنن ترمذی (۱۴۵۸، وقال: حسن صحیح، وسندہ صحیح) میں ہے:

بَلَغَ ذٰلِكَ عَلِيًّا، فَقَالَ : صَدَقَ ابْنُ عَبَّاسٍ .

''جب سیدنا علی ؓ تک یہ بات پہنچی، تو فرمایا: عبداللہ بن عباس ؓ نے سچ کہا ہے۔''

سیدنا علی ؓ نے سیدنا عبداللہ بن عباس ؓ کی مدلل گفتگو سن کر نہ صرف اپنی اجتہادی غلطی کا اعتراف کر لیا، بلکہ سیدنا عبداللہ بن عباس ؓ کے مئوقف کو درست بھی قرار دیا۔

سیدنا ابوبکر ؓ کے بارے میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ ؒ فرماتے ہیں:

فِي الْجُمْلَةِ لَا يُعْرَفُ لِأَبِي بَكْرٍ مَسْأَلَةٌ مِنَ الشَّرِيعَةِ غَلِطَ فِيهَا، وَقَدْ عُرِفَ لِغَيْرِهِ مَسَائِلُ كَثِيرَةٌ .

''حاصل کلام یہ ہے کہ سیدنا صدیق اکبر ؓ سے ایسا کچھ منقول نہیں کہ انہوں نے کسی بھی مسئلہ میں اجتہادی خطا کی ہو، دوسروں کے بارے میں

ایسا بہت کچھ منقول ہے۔“

(مِنہاج السّنّة النّبویّة : 497/5)